جنگ قادسیہ کا ایک باب

سفراءِ اسلام کی جراءتِ حق

از مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی

صفحاتِ تاریخ نے اعلاء کلمۃ اللہ اور اسلام کی سربلندی کے سلسلہ میں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان جن حروب اور جنگ و پیکار کا ذکر کیا ہے اُن میں سے منجملہ چند دوسرے معرکوں کے فارس کا وہ معرکہ بھی قابلِ یادگار ہے جو "جنگ قادسیہ" کے نام سے مشہور ہے۔ اس واقعہ نے بلاشبہ ہزاروں سال کے کیانی اور ساسانی تمدن کو ایسا تہ و بالا کر دیا جو قوموں کی انقلابی زندگی کے لئے ایک عبرتناک باب بن کر رہ گیا۔

ہمہ قسم کے دنیوی ساز و سامان کی فراوانی، طاقت و صولت کے بے پناہ اثرات کے باوجود بے سرو سامان عربوں کے ہاتھوں درفش کاویانی اور بہار کی تباہی و بربادی یا عظیم الشان پارسی تمدن کی بے چارگی تاریخ کے اُن مسائل میں سے ہے جو فلسفۂ تاریخ یا فلسفۂ اسباب عروج و اقبال کی مستثنیات میں شمار ہو کر اسلام کی صداقت کے لئے ایک روشن دلیل اور برہان قاطع ہے۔ ہمہ قسم کی تاریخی و فلسفیانہ موشگافیوں کے باوجود مستشرقین یورپ اس گتھی کو نہ سلجھا سکے کہ کس طرح چند غیر متمدن اور ناآشنا تدابیر جنگ انسانوں نے اتنے بڑے اور قدیم تمدن کو تباہ کر کے ایک جگمگاتے ہوئے اور روشن تمدن کی بنیاد ڈال دی اور اس لئے سب کچھ کہنے اور لکھنے کے باوجود آخر اس بحث کو یہ کہہ کر ختم کرنا پڑا کہ "اس میں شک نہیں، یہ جو کچھ ہوا ایسے اسباب کے ماتحت عمل میں آیا جن کی پشت پر قدرت کا ہاتھ کام کر رہا تھا اور یہ جو کچھ ہوا اسباب و علل کی قید و بند سے

آزاد، حق و صداقت کا ایک زندہ معجزہ تھا"

غرض قادسیہ کا واقعہ اپنے اندر حق وصداقت کی رفعت، عزم واستقلال کی بے پناہ طاقت، جرأت وبے باکی کے محیرالعقول مظاہرے، اور توکل علی اللہ کا عدیم المثال یقین وایمان اس طرح سموئے ہوئے ہے کہ تاریخ کا مطالعہ کرنے والی ہر آنکھ بآسانی ان کو دیکھ سکتی اور اُن کے پُر عظمت نتائج سے اپنے لئے روشنی حاصل کرسکتی ہے۔

لیکن آج کی صحبت میں صرف اُن چند واقعات کو پیش کرنا مقصود ہے جو اس طویل واقعہ کے دوران میں شاہ پارس یزدجرد اور اُس کے مشہور کمانڈر انچیف رستم کے اور مسلمان سفراء کے درمیان مکالمت اور مخاطبت کی صورت میں ظہور پذیر ہوئے

ان مکالمات یا سفارتی تقاریر سے خیر القرون کے اُس مبارک دور میں مسلمانوں کے عزم واستقلال، خدائے تعالیٰ کے علاوہ تمام کائنات سے بے خوفی، بادشاہوں اور شاہنشاہوں کے پُر عظمت اور پُر ہیبت درباروں میں اعلان حق کا جو نقشہ نظر آتا ہے ہم اپنی اجتماعی زندگی میں جب تک وہی نقشہ سعادت نہ بنائینگے ہماری عظمت رفتہ کا حصول اور شاندار ماضی سے شاندار مستقبل کا تعمیر ہونا ناممکن ہے!

فارس کے معرکوں میں جب چند مقامات پر یزدگرد کے لشکر کو شکست ہوئی تو شکست خوردہ مقامات کے فوجی حکام اور امرائے بادشاہ فارس کے سامنے مسلمانوں کی فتوحات اور اپنی بربادی کا نقشہ کچھ ایسے انداز میں بیان کیا کہ یزدگرد غم وغصہ میں آگ بگولہ ہوگیا، اور رستم کو بُلا کر بہت کچھ غیرت دلائی، رستم مسلمانوں کی شجاعت وبسالت اور عزم ووقار کا اندازہ کرچکا تھا اس لئے اُس نے بادشاہ کے غصہ کو فرو کرنے کی سعی کرتے ہوئے کہا کہ آپ مجھ پر اعتماد کریں اور جنگ میں جلد بازی سے کام نہ لیں، ابھی افہام وتفہیم کا بہت کچھ مرحلہ باقی ہے شاید جنگ کی بجائے مکر وفریب اور پُر اسرار طریقہ سے کام نکل آئے۔

مگر یزدگرد نے رستم کی ان باتوں کو مسلمانوں کے ساتھ اُس کے ساز باز اور کم ہمتی پر محمول کرتے ہوئے

رد کر دیا اور خود جنگ کے لئے بے شمار لشکر اور سامان حرب وضرب کے ساتھ آمادہ ہوگیا اب رستم کو بھی اُس کی روش کی پیروی کے سوا چارہ نہ رہا۔

یہ تمام حالات جب مسلمانوں کے کمانڈر انچیف حضرت سعد بن ابی وقاص کے علم میں آئے تو انھوں نے فاروق اعظم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی جانب رجوع کیا اور دارالخلافہ مدینہ منورہ کو بذریعہ سفیر تمام حالات لکھ بھیجے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں حضرت سعد کو حوصلہ افزا مکتوب تحریر فرمایا جس میں درج تھا کہ تم کو مطلق خوف نہیں کرنا چاہیئے اور اُن کے ہولناک ارادوں سے بے خوف ہو کر صرف خدا پر بھروسہ کرو اور اسی سے مدد کے خواستگار بنو۔ انشاء اللہ کامیابی تم ہی کو ہوگی۔ البتہ یزدگرد کے دربار میں چند ایسے سفراء روانہ کرو جو بہترین مقرر ہوں، گفتگو اور طرز خطابت میں نڈر اور پُر شوکت ہوں، وہ جائیں اور بادشاہ فارس کو اسلام کی دعوت دیں، اور اُس کے مظالم اور فسق وفجور پر اس کو ملامت کریں منظورِ خدا ہے تو اُن کی دعوت یزدگرد اور اُس کی جماعت کی تذلیل کا پیش خیمہ ثابت ہوگی"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین کے حکم کی تعمیل کی اور تقریباً چودہ آدمیوں پر مشتمل ایک وفد یزدگرد کے پاس روانہ کیا تاکہ وہ جنگ کے مقاصد کی تشریح کرے اور بتائے کہ اسلام ایک ایسی دعوتِ انقلاب کا نام ہے جو دنیا کے ہر شعبۂ زندگی کو نقائص سے پاک کر کے عام رفاہیت وامن کا طالب ہے اور اس دنیا کی زندگی کو خدائے تعالیٰ کے اُس رشتہ سے وابستہ کرنے آیا ہے جس میں حقیقی مالکیت اور شاہنشاہیت یا حکومت خدا کے سوا کسی کو حاصل نہیں اسلام دنیا ودین کا ایک ایسا مکمل نظام ہے جس میں ظلم، سرکشی، زیردستوں کی بیچارگی، فسق وفجور اور انارکی کے لئے کوئی جگہ نہیں اور ان کی جگہ عدل وانصاف، رحم وکرم، اور امن وطمانیت اُس کا طغرائے امتیاز ہے۔

ارکانِ وفد میں نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن زرارہ رضی اللہ عنہ نمایاں تھے۔

یہ اسلامی سفارت حضرت سعد سے رخصت ہو کر جب دنیوی جاہ وجلال کے مرکز، ساسانی دبدبہ

وصولت کے محور یعنی دربار کسریٰ کو روانہ ہوئی تو اراکین سفارت کا دنیوی حشم وخدم قابلِ دید تھا۔ سادہ لباس جن میں جگہ جگہ چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے۔ سواری کے گھوڑے اگرچہ اصیل اور عمدہ نسل کے تھے مگر صوف کے عرق گیر کے علاوہ زین تک نہ تھی، ہاتھ میں چمڑے کے کوڑے تھے اور کسی کسی کے پاس ایک آدھ نیزہ تھا۔

لیکن جب کسروانی دربار میں داخل ہوئے تو اس شان سے کہ داہنے اور بائیں زرق برق مسلح فوجوں پر ایک ترچھی اچٹتی نظر ڈالتے ہوئے اور انھیں مورچے ایسا سمجھ کر درباری ریشمی قالینوں کو نیزہ کی انی سے چھیدتے اور ہٹاتے ہوئے بے محابا یزدگرد کے تخت کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ یزدگرد نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو غیظ و غضب میں بھرپور ہو گیا، ایسے عظیم الشان درباری جاہ وحشم، بے نظیر خدم وحشم، پرہیبت وشوکت امرار و سفرار اور متمدن امرا کے مغرورانہ صولت وحشمت کے جلو میں جو بادشاہ دربار کر رہا ہو وہاں اس پراگندہ ہیئت وصورت انسانوں کی موجودگی کو یزدگرد جیسا مغرور بادشاہ بھلا کب برداشت کر سکتا تھا؟

خشمناک ہو کر کہنے لگا ان کو یہ کیسے جرات ہوئی کہ اس بے باکانہ انداز میں ایک جلیل القدر شاہنشاہ کے دربار میں چلے آئیں۔ یہ سنتے ہی فوراً رستم آگے بڑھا اور بادشاہ کے اور اُن کے درمیان حائل ہو گیا اور سفرار اسلام پر ملاطفت کے ساتھ صورتِ حال کو ظاہر کیا اور پھر بادشاہ کو یہ کہہ کر ٹھنڈا کیا کہ یہ قوم کسروانی آداب شاہی تو کیا دنیا کے کسی شاہی آداب کے پابند نہیں ہیں ان کی زندگی کا امتیاز بھی سادگی اور بے خوفی ہے جو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

غرض اسلامی سفارت نے بھی رستم کو درمیانی کڑی بنا لیا اور اُس سے کہا کہ ہم براہ راست یزدگرد سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔

رستم نے یزدگرد سے جب ان کی خواہش کا ذکر کیا تو اُس نے کہا کہ ابھی ان کو روک لو اور اس سے پہلے تمام وزرار کو جمع کر دو تاکہ میں تجھ سے اور اُن سے اچھی طرح مشورہ کر لوں کہ مجھ کو اُن سے کیا کہنا ہے اور ان کے ساتھ کیا طرزِ عمل اختیار کرنا ہے؟

چنانچہ ندما، خاص کی ایک مجلس شوریٰ منعقد ہوئی اور رستم نے بھی اس میں حصہ لیا۔ جب مجلس شوریٰ ختم ہوئی تو یزدگرد نے سفارت کو اجازت دی کہ وہ گفتگو کریں اور ترجمان سے کہا پہلے ان سے یہ دریافت کرو کہ تم اس دور دراز ملک میں کیوں آئے ہو اور ہم سے کس لئے جنگ و پیکار کر رہے ہو، کیا تمہارے حوصلے اس لئے بڑھ گئے ہیں کہ ہم نے تم پر رحم و کرم کرکے یونہی چھوڑ دیا تھا اور تم سے کوئی تعرض نہ کرتے تھے۔

سفارت نے جب ترجمان کی زبانی یزدگرد کی یہ گفتگو سنی تو حضرت نعمان بن مقرن نے اپنے رفقاء سے کہا کہ اگر آپ میں سے کسی صاحب کی خواہش ہو تو وہ اس سوال کا جواب دیں ورنہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں شاہ فارس کے اس سوال کا جواب دوں؟ سب نے متفق ہوکر کہا کہ ہم سب کی جانب سے آپ ہی نمائندہ ہیں آپ ہی جواب دیں تب نعمان بن مقرن کھڑے ہوئے اور یزدگرد کو مخاطب کرتے ہوئے یہ تقریر فرمائی۔

فارس کے بادشاہ! اس میں شک نہیں کہ ہم وحشی، جاہل اور وہ سب کچھ تھے جو تو اور تیرے جیسے دوسرے عجمی ممالک کے لوگ سمجھتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ہم پر عظیم الشان کرم فرمایا اور بے غایت و بے نہایت رحم کیا کہ اس نے ہم میں ایک برگزیدہ رسول اور پیغمبر مبعوث فرمایا۔ اُس نے ہم کو راہ حق دکھائی، وہ نیکی کی طرف بلاتا اور شر سے بچنے کی ہدایت کرتا تھا۔ اس نے کہا کہ اگر ہم نکوکاری کو اختیار کرلیں، اور ہر قسم کی برائیوں سے اجتناب کریں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم کو دنیا و آخرت کی فلاح و نجاح نصیب اور تم بلاشبہ زندگی کے دونوں شعبوں میں فائز المرام ہوگے۔

اُس نے ہم کو دنیا و آخرت کی سعادت کا ایک مکمل قانون عطا فرمایا اور پھر حکم دیا کہ سب سے پہلے ہم عرب کو دعوت دیں کہ وہ اس سعادت کبریٰ کو قبول کرے اور روشن دلائل و براہین سے اُن پر حجت قائم کریں کہ اگر وہ اس امرِ حق کو ٹھکرائینگے تو دین و دنیا دونوں کی سعادت سے محروم رہیں گے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ عرب کے ہر قبیلہ میں دو جماعتیں نظر آنے لگیں ایک دین حق کی

مطیع و منقاد تھی دوسری معاند و مخالف۔ مگر عرب نے بہت جلد یہ دیکھ لیا کہ اُس مقدس ہستی کے ساتھ بغض و عناد ذلت و خسران کا باعث بنا اور اس کی اطاعت و محبت موجب صد ہزار عزت۔

عرب میں اُس کی دعوتِ عام نے جب سب دلوں میں گھر کر لیا تو پھر اُس نے ہم کو حکم دیا کہ ہم اُس پیغام حق کو دنیا کی اُن قوموں تک پہنچائیں جو عرب کے قریب دائیں بائیں عظیم الشان تمدن کی مالک اور زبردست سطوت و حشمت کی حامل ہیں، ان کو بتائیں کہ عدل و انصاف تمام خوبیوں کی اساس ہے اور دین اسلام اسی اساس و بنیاد کا داعی ہے وہ خیر کو خیر اور شر کو شر ظاہر کرتا اور اچھے کو بُرے سے ممتاز کرتا ہے۔

پس اگر قومیں اس دین قویم کو تسلیم کر لیں تو فبہا و نعمۃ ورنہ اُن کو دعوت دو کہ وہ جزیہ دے کر اسلام کی اس حکومت کے اقتدار اعلیٰ کے نیچے آجائیں جو حق و انصاف پر قائم اور صرف خدائے واحد کی بادشاہی کو تسلیم کرتی ہے اور کائنات میں کسی فرد کو یہ حق نہیں دیتی کہ وہ انسانوں کا حاکم، مالک، اور بادشاہ کہلائے اور اس طرح خدا کی مخلوق پر آقائی کرے۔ اور دوسروں کو زیردست بنا کر ان پر ظلم و جور روا رکھے۔ اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو پھر دنیا کی قوموں سے کہہ دو کہ خدا کی پادشاہت کے اعلان اور خود اُس کے دیئے ہوئے دستور کی پیروی کے نام پر انقلاب برپا کرنا ہمارا وہ اہم فرض ہے جس پر ہم دنیا کی حقیقی فلاح و بہبود کی خاطر خدائے تعالیٰ کی جانب سے مامور ہیں۔ بس سامنے آؤ اور ہماری مجاہدانہ زندگی کا مقابلہ کرو تاکہ حق و باطل کا معرکہ بپا ہو اور انجام کار حق فاتح اور کامران ہو۔

سوائے بادشاہ! ہم کو یہی دعوت حق آج یہاں لائی ہے اور یہی وہ مقدس پیغام ہے جس نے ہمارے اندر آہنی عزوم اور خدا پر محکم یقین کی ایسی طاقت پیدا کر دی ہے کہ تمام

شاہنشاہیاں اور حکمرانیاں ہماری نگاہوں میں ہیچ اور بے قدر ہیں

اے بادشاہ۔ اگر تو اس دین (اسلام) کو قبول کرلے تو ہم کو تیرے ملک و مال سے مطلق کوئی سروکار نہیں، تیرا یہ جاہ وحشم تجھ کو مبارک۔ البتہ ہم تیرے لئے قرآن (کتاب اللہ) چھوڑ جائینگے کہ وہی ہمارا تمہارا امام ہے اور اُس کی پیروی سب پر فرض۔ ہم نہ تیرے مال کے بھوکے ہیں اور نہ تیرے اس کروفر کے طالب۔ ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ تیری قلمرو بھی حق وانصاف کے اس جھنڈے تلے آجائے جو دنیا و آخرت کی سعادت کا کفیل اور ذمہ دار ہے۔

اور اگر تجھ کو یہ پسند نہیں ہے تو جزیہ قبول کر اور یہ وعدہ کر کہ تیری حکمرانی میں نہ جور وظلم ہوگا اور نہ بدکاری وحرام کاری سر اُٹھائیگی۔

اور اگر یہ بھی نامنظور ہے تو پھر تلوار ہی تیرے اور ہمارے درمیان بہتر فیصلہ کریگی۔"

یزدگرد نے نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کی یہ برجستہ تقریر سُنی تو تھوڑی دیر کے لئے سکتہ میں آگیا اور پھر شاہانہ رعب وداب کے ساتھ یوں مخاطب ہوا:-

"میری نظر میں کرۂ زمین پر تم سے زیادہ بدبخت و بدنصیب شکستہ و پراگندہ، غیر مہذب و غیر متمدن دوسری کوئی قوم نہیں ہے، تم مُٹھی بھر انسانوں کو آج یہ حوصلہ! وہ وقت بھول گئے کہ ہم اگر کبھی اونٹ ذبح کرکے تم فاقہ ماروں کی مہمانی کر دیا کرتے تھے تو تمہارے لئے وہ ایک نعمت غیر مترقبہ تھی اور تمہارا سب شور وشر سرد پڑ جایا کرتا تھا۔ ملک گیری کے اس خبط کو دماغ سے نکال دو، اور اگر تم خود فریبی میں مبتلا ہوگئے ہو تو ہم کو دھوکا نہیں دے سکتے ہم تمہاری حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں ہاں اگر یہ سب تگ ودو اس لئے ہے کہ ہم تمہاری بھوک کا کچھ سامان کردیں اور تم کو انعام واکرام سے نوازیں تو خیر اس میں ہم کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔"

یزدگرد جب اپنی متکبرانہ تقریر ختم کر چکا تو اسلامی سفارت کے رفقا نے حضرت مغیرہ بن زرارہ کو اشارہ کیا کہ وہ اس تقریر کا جواب دیں۔ چنانچہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے حمد وثنا کے بعد یزدگرد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

بادشاہ۔ تیرے سامنے اسلامی سفارت کے جو یہ ارکان بیٹھے ہیں ان میں سے ہر شخص اپنی قبیلہ کا سردار اور عرب کا مشہور ومنتخب معزز رکن ہے۔ یہ شریف ہیں اس لئے شرفاسے شرم و حیاء کا معاملہ کرتے ہیں، اور جو شریف ہوتا ہے وہ ہمیشہ شریفوں کے ساتھ عزت واکرام کا معاملہ کیا کرتا ہے۔ ہر بات کہنے کی نہیں ہوتی اس لئے انھوں نے بھی وہ سب کچھ نہیں کہا جس کا تو مستحق تھا اور اپنی شرافت طبع سے تیرا پاس مروت کیا! ورنہ انھوں نے تیری طعن آمیز بات کی طرف دھیان دیا۔

اب ان کی موجودگی میں تیرے اس طرز بیان کا جواب مجھے کچھ دیدینا چاہئے۔

پس اے بادشاہ! تیرا یہ کہنا صحیح ہے کہ ہم دنیا کی قوموں میں بہت ہی بدبخت اور غیر مہذب تھے بلکہ ہماری بدحالی کا نقشہ اس سے بھی زیادہ تاریک الفاظ میں کھینچا جاسکتا ہے ہم کھانے پینے میں گوہ، سانپ، اور حشرات الارض سے بھی پرہیز نہ کرتے تھے۔ زمین ہمارا بستر تھی اور اونٹ اور بکری کی اون اور چمڑا ہمارا لباس تھا۔ غرض ہمارا تمدن نہایت ہی ابتر وزبون تھا۔ مگر کیا یہ حیرت کا مقام نہیں اور کیا یہ دنیا کا حیرت زا معجزہ نہیں ہے کہ ایسی قوم میں جب خدا کا ایک ایسا برگزیدہ رسول آیا جو ایسا باعظمت نبی تھا کہ حسب و نسب میں ہم سب سے افضل، وجاہت میں عدیم النظیر اور طبیعت و فطرت میں اخلاق حسنہ کا پیکر مجسم، تو اُس نے اس قوم کی ایسی کایا پلٹ کردی کہ وہ دنیا کی متمدن قوموں کی امام اور مہذب اقوام کی ہادی ورہنما بن گئی، اور ایک مختصر سے زمانہ میں اس قوم نے

دنیا کو عدل و انصاف اور مودت و اخوت سے پُر کر دیا اور وہ انقلاب برپا کر دیا کہ آج تیرے جیسے مغرور بادشاہ بھی ان مُٹھی بھر انسانوں کی عظمت سے تھراتے اور کانپتے ہیں۔ اب زیادہ حیص بیص فضول اور رد و قدح بے ضرورت ہے۔ ہم سفراہیں خدا کے، اُس کے پیغمبر کے اور اُس کے خلیفہ امیرالمومنین کے اور اُس کے نائب سعد بن ابی وقاص کے۔ ہم حق و صداقت کے داعی ہیں، اسلام کے سفیر ہیں اور انقلابی ہیں۔ پس بہتر یہ ہے کہ "حق و صداقت" کو حق و صداقت سمجھ کر قبول کر اور سعادت کبریٰ کے سامنے سر نیاز جھکا دے۔ اور اگر تیری بدبختی اس پر آمادہ نہیں ہونے دیتی تو کوئی مضائقہ نہیں۔ پھر یہ مناسب ہے کہ "جزیہ" دے کر "حکومت الٰہی" کی سیادت کے نیچے آجا اور اگر یہ بھی منظور نہیں ہے تو پھر تلوار کے فیصلہ کا انتظار کر"

یزدگرد نے جب یہ بے باکانہ تقریر سُنی تو غصہ سے پیچ و تاب کھا کر کہنے لگا۔

"اگر سفراء کا قتل شاہی آئین کے خلاف نہ ہوتا تو میں تم سب کو قتل کئے بغیر ہرگز نہ چھوڑتا بجز حرماں نصیبی کے تم کو کچھ نہ دیا جائے گا۔ تاہم تم کو ذلیل کئے بغیر دربار سے جانے نہیں دیا جائے گا اور یہ کہہ کر حکم دیا کہ مٹی کی ایک ٹوکری بھر کر لائی جائے اور وفد کے سردار کے سر پر رکھ کر ذلت کے ساتھ دربار سے ان کو نکال دیا جائے۔ جب مٹی کی ٹوکری بھر کر لائی گئی تو سفارت کے ایک رکن عاصم بن عمرو رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور کہنے لگے "میں اس سفارت کا سردار ہوں اور ان سب سے زیادہ ذی حیثیت اور قبائل عرب میں بہت معزز ہوں اس لئے یہ ٹوکری میرے سر پر رکھ دی جائے"

یزدگرد نے کہا کہ میں عنقریب تمہارے مقابلہ میں رستم کو بھیج رہا ہوں وہ تم اور تمہارے لشکر کو قادسیہ کی خندقوں کا پٹاؤ بنا دیگا اور یہ خندقیں بہت جلد تمہارے لئے قبریں بن جانے والی ہیں اور اس ذلت کی ٹوکری کو اپنے سر پر رکھو اور اس رسوائی کے ساتھ مدائن کی شہر پناہ کے باہر چلے جاؤ۔

حضرت عاصم نے ذوق وشوق کے ساتھ مسکراتے ہوئے اپنے سر پر مٹی کی ٹوکری رکھ لی اور دربار سے نکل گئے۔ درباری بات بات پر فال نکالنے اور شگون لینے کے عادی تھے۔ انھوں نے یہ منظر دیکھا تو سب کے چہرہ کا رنگ فق ہوگیا اور انھوں نے اس کو شگونِ بد سمجھا۔ حضرت عاصم بن عمرو جب حضرت سعد بن ابی وقاص کی خدمت میں پہونچے تو سارا واقعہ سنایا، حضرت سعد نے فرمایا بخدا بشارت ہو کہ یزدگرد نے خود اپنے ہاتھ سے اپنی قلمرو کو ہمارے ہاتھ میں دیدیا۔ مدائن کی یہ خاک اس امر کی دلیل ہے کہ ہمارے گھوڑے عنقریب اس سرزمین کو روند ڈالیں گے اور خدا کی اس سرزمین پر بھی اسلام کا پرچم لہرائے گا۔

تاریخ ابن کثیر (البدایہ والنہایہ) میں منقول ہے کہ جب اسلامی سفارت مدائن کی طرف روانہ ہوئی تو سب سے پہلے اُس کی گفتگو رستم سے ہوئی۔

وفد نے رستم کے سامنے اسلام کے محاسن بیان کرنے کے بعد اُس کو اسلام کی دعوت دی اور "اَسلِم تَسلَم" کا فلسفہ سمجھایا۔

رستم نے کہا یہ تو ہوا مگر یہ بتاؤ کہ تم فارس پر چڑھ کر کیوں آئے ہو؟ حضرت نعمان بن مقرن نے کہا، ہم اُس وعدہ کی تکمیل کے لئے آئے ہیں جس کا وعدہ خدائے تعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم سے کیا ہے۔ رستم! ہم کو یقین ہے وہ وقت قریب ہے کہ جب یہ تمہارا تمام کروفر اور جاہ وحشم ہمارے قدموں کے نیچے ہوگا۔ اور تمہاری قوم قیدیوں کی طرح ہمارے رحم وکرم پر ہوگی"۔

رستم یہ سُن کر ہوگیا۔ صاحب تاریخ اس سکوت کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ رستم نے اس سے قبل ایک خواب دیکھا تھا جس کا ذکر وہ اپنے ندما سے کرچکا تھا۔

خواب یہ تھا کہ رستم دیکھ رہا ہے کہ ہماری فوج سامان حرب وضرب سے مسلح اور آمادہ کھڑی ہے کہ اس حالت میں آسمان سے ایک فرشتہ اُترا اور اُس نے تمام سامان حرب وضرب پر مہر لگانی شروع کردی اور اس کے بعد مہر شدہ اسلحہ کو اُس نے ایک ایسی ہستی کے سپرد کردیا جس کو مسلمان "محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)"

کہتے ہیں، اور اس ذات قدسی صفات نے پھر اُس تمام سامان جنگ کو مرشدہ حالت ہی میں عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے حوالہ کر دیا۔

مختلف شہروں کی فتوحات کے دوران میں مسلمانوں کی زندگی کا جو نقشہ رستم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور پھر اس قسم کے بعض قدرتی تنبیہات نے چرکا لگایا تو اُس کی یہ پختہ رائے ہو گئی تھی کہ مسلمانوں سے جنگ مول لینا اچھا نہیں ہے اور مصالحت کا طریق کار ہی بہتر ہے مگر یزدگرد نے نہ مانا اور رستم کو ہدف طعن و تشنیع بنا کر جنگ پر آمادہ کر دیا ـــــــــــ

ساباط میں ایک جانب رستم کا لشکر جرار اونچی بنا کھڑا ہے اور دوسری جانب حضرت سعد بن ابی وقاص مسلمانوں کے لشکر کی ترتیب میں مشغول ہیں کہ حضرت سعد کے پاس رستم کا پیغام آیا۔ جنگ سے پہلے کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ آپ ہمارے دربار میں ایک عاقل و عالم بزرگ کو سفیر بنا کر بھیجیں مجھ کو چند اہم امور میں گفتگو کرنی ہے۔

حضرت سعد نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کو مامور فرمایا کہ وہ اس خدمت کو انجام دیں۔ حضرت مغیرہ جب رستم کے پاس پہنچتے ہیں تو دونوں کے درمیان اس طرح سلسلہ کلام شروع ہوتا ہے۔

رستم۔ تم ہمارے اچھے ہمسایہ ہو، ہم ہمیشہ تمہارے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے رہے ہیں، کبھی تم کو ایذا نہیں پہنچائی۔ اب تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم واپس وطن کو لوٹ جاؤ۔ اگر ایسا ہوا تو ہم تجارتی آمد و رفت پر کسی قسم کی پابندی نہ لگائینگے اور تم اس سلسلہ آمد و رفت میں ہمیشہ آزاد رہو گے۔

حضرت مغیرہ۔ رستم! تو نے ہماری آمد کا اندازہ غلط لگایا ہے وطن سے دور ہم دنیا طلبی کے لئے نہیں آئے اور نہ ہمارا یہ مقصد و مطلب ہے ہم کو تو صرف آخرت طلبی یہاں کھینچکر لائی ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے ہمارے اندر ایک رسول مبعوث فرمایا جس نے ہم کو خدا کا کلام سنایا اور دنیا و آخرت کی فلاح اور سعادت کی راہ بتائی۔ اُس نے کہا کہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

میں نے کائنات پر اس گروہ (مسلم) کو مسلط کر دیا ہے کہ وہ اُس کو راہ حق پر چلائے اور جو اس صراط مستقیم سے منہ موڑے اور اس کا مقابلہ کرے میں اسی گروہ کے ذریعہ اس سے اس کی بغاوت کا انتقام لوں گا۔ اور جب تک یہ گروہ "دین حق" پر یقین رکھے گا اور علم و عمل دونوں راہوں سے اس دین حق کی پیروی کرتا رہے گا میں تمام کائنات پر اس کو غالب رکھوں گا۔ بلاشبہ یہ دین (اسلام) دین حق ہے جو اس سے اعراض کریگا ذلیل و خوار ہوگا۔ اور جو اس کی گرفت میں رہے گا وہ عزت پائے گا۔

رستم۔ جس دین حق کا تو نے ذکر کیا ہے اس کی کچھ خوبیاں بیان کر۔

مغیرہ بن شعبہؓ۔ اس دین کا بنیادی ستون جس کے بغیر کچھ بھی معتبر نہیں۔ کلمہ شہادت ہے "اشھدان لا الٰہ الا اللہ واشھدان محمداً رسول اللہ" یعنی خدا کی یکتائی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت اور ان دونوں باتوں کا اقرار۔ نیز ان تمام باتوں کا اقرار جو خدائے تعالیٰ کی جانب سے پیغمبر کے ذریعہ ہم کو بتائی گئی ہیں۔

رستم۔ یہ بات تو بہت ہی بھلی ہے۔ کیا اس کے علاوہ کوئی اور خوبی بتا سکتا ہے؟

مغیرہؓ۔ اسلام انسانوں کی بندگی سے نکال کر انسان کو صرف خدا کا بندہ بناتا ہے۔

رستم۔ یہ بات بھی نہایت خوب ہے پھر اور کچھ؟

مغیرہ بن شعبہؓ۔ وہ (اسلام) کہتا ہے کہ تمام انسان بنی آدم ہیں یعنی ایک ماں باپ کی اولاد ہیں اور سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

رستم۔ یہ بھی خوب ہی خوب ہے۔ کیوں صاحب اگر ہم اس دین حق کو قبول کرلیں تو پھر یونہی واپس چلے جاؤگے اور ہماری سرزمین سے واقعی کوئی سروکار نہ رکھوگے

مغیرہ بن شعبہؓ۔ قسم بخدا، ایک لمحہ بھی ہم تمہاری حکومت اور سرزمین سے کوئی سروکار نہ رکھیں گے، اور تجارت اور انسانی ضروریات کے لئے آمد و رفت کے علاوہ کبھی اس طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں گے تمہارا ملک تم کو مبارک۔

رستم۔ یہ کس قدر پیاری تعلیم اور یہ کیسا محبوب طریقہ ہے۔

جب اس حد پر پہنچکر گفتگو ختم ہوگئی اور حضرت مغیرہ واپس تشریف لے گئے تو رستم نے درباریوں سے کہا۔ کیا ارادے ہیں۔ کیا یہ مقدس تعلیم قبول کرنے کے قابل نہیں؟

درباری یہ سُن کر بہت برافروختہ ہوگئے اور انھوں نے دین حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ منظر دیکھ کر آخر رستم بھی خاموش ہوگیا اور اُس کی بدبختی کا پیکر خوش بختی اور سعادت مندی میں تبدیل نہ ہوا۔

مسلمانوں کی اولوالعزمی، توکل علی اللہ، سادگی و بیباکی، تقویٰ و طہارت ایفاء عہد، اور عدل و انصاف کے جو مظاہرے رستم آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور اُس کے مقابلہ میں اپنی قوم کا فسق و فجور، جور و ظلم، تعیش اور سامان زیب و زینت کا عشق اُس کے پیش نظر تھا ان دونوں باتوں نے مل کر اُس کو اس قدر بےچین اور مضطرب کر دیا تھا کہ وہ طرح مسلمانوں سے نبرد آزما ہونا نہیں چاہتا تھا اور اس لئے بار بار حضرت سعد کو لکھا تھا کہ کسی مرد معقول کو سفارت کے طور پر بھیجئے تاکہ میں اُس سے گفتگو کرنے کے بعد کسی نتیجہ پر پہنچ سکوں۔

ادہر اسلامی سلم و صلح کی بنیادی روش کے پیش نظر حضرت سعد بھی جنگ کو طرح دے رہے تھے اور اگرچہ مسلمان وطن سے سیکڑوں کوس دور دشمن کے گھر میں تھے اور ہر وقت محصور ہو جانے کا اندیشہ تھا۔ تاہم تبلیغی اور مصالحتی سفارتیں بھجکر رستم اور یزدگرد کو اصل حقیقت سے آگاہ کر رہے تھے۔

چنانچہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کی سفارت کے بعد رستم نے حضرت سعد کو پھر لکھا کہ ایک مرتبہ کسی شخص کو اور بھیجئے تاکہ میں مزید معلومات حاصل کرسکوں۔

حضرت سعدؓ نے اس مرتبہ حضرت ربعی بن عامرؓ کو سفیر بنا کر بھیجا۔ رستم کو جب یہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی جانب سے سفیر آرہا ہے تو اپنی شوکت و سطوت سے اُس کو مرعوب کرنے کے لئے نہایت کر و فر کے ساتھ دربار سجایا۔ تمام صحن میں حریر و دیبا کے نرم و بیش قیمت فرش بچھائے گئے اور جواہر سے مکلل سونے کے منقش تاروں کے پردے اور جھالریں دیواروں پر اس طرح چمک رہے تھے کہ آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں، یاقوت، زمرد اور

بیش قیمت موتیوں کا اس قدر کثرت سے استعمال کیا گیا تھا کہ سارا دربار جگمگا رہا تھا۔ رستم مکلل بجواہر ایک بیش قیمت تاج سر پر رکھے سونے کے ایک حسین اور زرکار تخت پر وقار و تمکنت کے ساتھ بیٹھا تھا اور تمام درباری اور فوج زرق برق لباسوں میں ملبوس بڑے بڑے چمکتے ہوئے نیزوں، بھالوں اور طرح طرح کے نفیس ہتھیاروں سے مسلح اس طرح جلو میں کھڑے تھے کہ مجموعی صورت حال نے دربار کو حیرت زا اور تعجب خیز طریقہ سے ہیبتناک بنا دیا تھا

یہ کیفیت بھی ربعی بن عامر اس ہیئت کذائی سے دربار تک پہنچے ایک چھوٹے گھوڑے پر سوار کہ ربعی کے پاؤں تک زمین کو چھو رہے تھے۔ بدن پر پھٹے پرانے کپڑے معمولی سی ایک ڈھال کمر پر اور ایک چھوٹی سی تلوار ہاتھ میں، مگر بے باکی اور بے خوفی کا یہ عالم کہ دڑانہ سراپردہ تک سوار گھوڑے پر سوار چلے آئے تاآنکہ فرش تک جا پہنچے۔ یہاں اترے اور فرش کے ایک بڑے تکیہ سے گھوڑے کی لگام کو اٹکا دیا۔ اور دربار کے اندر مسلح اونچی بنے ہوئے داخل ہونے لگے، سر پر خود کمر میں زرہ بکتر ہاتھ میں تلوار تھی۔ حاجبوں اور نقیبوں نے کہا کہ اس طرح دربار میں نہیں جا سکتے۔ اپنے ہتھیار یہاں اتار دیجئے اور غیر مسلح داخل ہوجیے۔

ربعی بن عامر نے کہا۔ میں اپنی خواہش سے تمہارے دربار میں نہیں آیا، تمہارے سردار نے خود بلایا ہے اگر اسی حالت میں جانے دیتے ہو تو فبہا ورنہ میں واپس جاتا ہوں۔ رستم تک جب یہ بات پہنچی تو اس نے کہا کہ اس کو اسی حالت میں آنے دو۔

ربعی داخل ہوئے تو اس بے پروایانہ انداز سے کہ اپنے نیزہ پر سہارا دیئے ہوئے چل رہے تھے اور ریشمی گدے ان کے نیزہ سے چھدتے چلے جا رہے تھے۔

جب ربعی اس بے خوفی اور بے پروائی کے ساتھ رستم کے پاس بیٹھ گئے تو اب سلسلہ کلام شروع ہوا

رستم۔ یہ عقدہ حل نہیں ہوتا کہ آخر تم اس ملک میں کس لئے آئے ہو ؟

ربعی۔ ہم خدا کے فرستادہ ہیں، اس کے سفیر ہیں، اس نے ہم کو اس لئے بھیجا ہے کہ ہم انسانوں کی خدائی کو نیست و نابود کر کے خدا کے بندوں کو صرف خدائے واحد کا غلام بنا دیں۔ اور انسانوں کی آقائی کا خاتمہ کر دیں۔

ہم خدا کی زیردست مخلوق کو تنگ حالی سے نکال کر خوشحال بنانے کا فرض انجام دیں اور دنیا کے موجودہ مذاہب کے جور وستم کو اسلام کے عدل وانصاف سے بدل دیں۔ ظلم وسرکشی فنا ہوجائے اور عدل وانصاف کا دور دورہ ہونے لگے۔ اُس نے ہم کو مامور کیا ہے کہ ہم دنیا کے سامنے حق وصداقت کا پیغام (اسلام) کی دعوت دیں اور کائنات کے سامنے اس کی درستی اور استقامت کو روشن اور واضح کردیں۔ پس جو قومیں اس "صداقت" کو صداقت سمجھ کر قبول کرلیتی ہیں ہم اُن کے مال ومتاع اور اُن کی سرزمین سے کوئی سروکار نہیں رکھتے اور جوع الارض کی لعنت سے بالاتر ہوکر امن وسلامتی کے ساتھ وہاں سے واپس آجاتے ہیں اور ہمارے اور اُن کے درمیان "اخوت اسلامی" کا رشتہ قائم اور استوار ہوجاتا ہے اور اگر کوئی قوم اس صداقت کو براہین ودلائل کی روشن وضاحت کے باوجود تسلیم نہیں کرتی تو ہم اُس کے سامنے "جزیہ" کا مسئلہ پیش کرتے ہیں، کہ وہ اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے اسلامی اقتدار اعلیٰ کی سرپرستی قبول کرلے تاکہ خدا کے اس پیغام حق کے ابلاغ میں رکاوٹ نہ بن سکے۔ اور اگر وہ اپنی بغاوت وسرکشی، جور وظلم متکبرانہ حاکمیت کے بل بوتے پر اس شرط کو بھی نامنظور کردے تو ہم خدا کے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے حق وباطل کے معرکہ کا چیلنج کریں اور تلوار اُس کے اور ہمارے درمیان آخری فیصلہ کرے۔

رستم۔ خدا کا وہ کیا وعدہ ہے جس کا تو بار بار ذکر کرتا ہے۔

ربعی۔ خدا نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ اُس کے کلمہ کو سربلند کرنے کے لئے جب بھی ہم دشمن سے نبرد آزما ہونگے تو ہمارا ہر مقتول "شہید" کہلائے گا اور خدا کی نعمتوں کا مرکز "جنت" ہمارا مسکن ہوگا۔ اور جو زندہ رہیگا وہ کامران اور ظفرمند ہوگا۔

رستم۔ میں نے تمہاری یہ باتیں دلچسپی کے ساتھ سُنیں، اب کیا مناسب نہ ہوگا کہ ہم کو اتنی مہلت دی جائے کہ ہم ان مسائل پر غور کرسکیں۔

ربعی۔ بیشک اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر یہ تبلاؤ کہ وہ مدت ایک دن ہو یا دو دن۔

رستم۔ نہیں۔ یہ تو بہت کم مدت ہے اتنی مہلت ہونی چاہیئے کہ ہم اپنے اہل الرائے اور امراء و رؤسا قوم سے خط و کتابت کر کے کسی رائے پر پہنچ سکیں۔

ربعی۔ اس سے قبل تمہارے سامنے ہمارے مقاصد جنگ کا بارہا ذکر ہو چکا ہے سفراء ایک عرصہ سے گفت و شنید کرتے رہے ہیں اب دونوں جانب معرکۂ کارزار تلا ہوا ہے دونوں لشکر مقابلہ کے لئے تیار ہیں۔ ایسی حالت میں ہمارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسبت یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ تین دن کی مہلت دی جاسکتی ہے۔ لہذا ان تین کے اندر تجھ کو اپنے رفقاء سے فیصلہ کن بات کرلینی چاہیئے اور ہمارے پیش کردہ تین امور میں سے کسی ایک امر کے متعلق آخری رائے طے کرلینی چاہیئے۔

رستم۔ گفتگو کا یہ انداز تبلا رہا ہے کہ تو شاید مسلمانوں کا سب سے بڑا سردار اور ان کے معاملات کا مالک ہے

ربعی۔ نہیں ایسا تو نہیں ہے میں سردار نہیں ہوں لیکن اسلام نے ہم کو یہ تعلیم دی ہے کہ تمام مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں۔ ان میں ادنیٰ و اعلیٰ سب برابر کے ذمہ دار ہیں۔ اس جگہ پہنچکر گفتگو ختم ہوگئی اور حضرت ربعی بن عمرؓ اتمام حجت کر کے روانہ ہوگئے (باقی)

ضرورت مترجمین

عربی۔ فارسی۔ انگریزی سے براہ راست شستہ و رفتہ سلیس اردو میں ترجمہ کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ جو مناسب اجرت پر علمی ادبی تاریخی نیز متفرق علوم و فنون کی کتابوں اور رسائل کے مضامین کا ترجمہ کرسکیں کسی ایک زبان اور اردو کا جاننا کافی ہے علمی قابلیت نیز تجربہ کے متعلق تفصیل سے جواب آنا ضروری ہی

پتہ ذیل پر خط و کتابت کریں

شباب، پوسٹ بکس نمبر ۳۱۲۶

بمبئی نمبر (۳)